دعوت کی مدعو کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں۔

(۱) اجتماعی دعوت۔(۲) انفرادی دعوت،

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ’’تم بہترین امت ہو، تمہیں لوگوں کے لئے پیدا کیا گیا ہے، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو‘‘ (آل عمران :۱۱۰) معلوم ہوا کہ دعوت الی اللہ اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنا اجتماعی حیثیت سے پوری امت کی ذمہ داری ہے، الحمد للہ! موجودہ دور میں اجتماعی دعوت کا نظام ٹوٹے پھوٹے انداز ہی میں سہی کسی نہ کسی حد تک قائم ہے، سماج و معاشرہ کی اصلاح و تربیت میں بہت سی تحریکیں اور جماعتیں کام کر رہی ہیں، اللہ تعالی کے دین کی نشر و اشاعت اور دعوتِ کتاب وسنت کے فروغ میں مساجد و مدارس اور وہاں کی دعوتی سرگرمیوں کا بہت بڑا حصہ ہے، یہ جماعت، دروس و محاضرات، اجتماعات اور دینی پروگرام اجتماعی دعوت کی مختلف شکلیں ہیں جو بڑی ہی اہمیت کی حامل اور قابل قدر کوششیں ہیں، ایک مضبوط نظام کے تحت بہرصورت ان دعوتی سرگرمیوں کو جاری رہنا چاہیے، ہماری دینی اقدار کی حفاظت، نسل نو کی اصلاح و تربیت اور اسلامی سوچ و فکر کو پروان چڑھانے کا یہی بنیادی ذریعہ ہیں۔

مگر ساتھ ہی ساتھ بدلتے ہوئے سماجی و معاشرتی اور ملکی صورت حال کے پس منظر میں انفرادی و شخصی دعوت کی اہمیت و افادیت کا انکار نہیں کیا جا سکتا، انفرادی دعوت سے ہماری مراد: ہر مسلمان مرد و عورت کا اپنے دائرہ کار اور حدود میں رہ کر شخصی و انفرادی حیثیت سے اللہ کے دین کی تبلیغ و اشاعت کے تئیں اپنی ذمہ داری کو سمجھنا، کہ بحیثیت مسلمان اللہ تعالیٰ نے انفرادی طور پر ہمیں کس طرح کی ذمہ داریوں کا مکلف ٹھہرایا ہے، اسلامی فرائض اور حقوق و عبادات کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اپنے بیوی بچوں اور ماتحتوں کے تئیں، اقرباء و اعزہ اور پاس پڑوس میں رہنے والوں اور صبح و شام ملنے جلنے والوں کے تئیں تعلیم و تربیت اور اصلاح و دعوت کے باب میں کس طرح کی ذمہ داریاں ہم پر عائد ہوتی ہیں، کسی بھی نیکی اور بھلائی کے فروغ میں بے حیائی اور منکرات کے روک تھام میں ہم کیا رول ادا کر سکتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں کا ہر آدمی ذمہ دار ہے اور وہ اپنی ذمہ داری کی بابت مسؤل اور باز پرس ہوں گے، حاکم وقت اپنی رعایا کا نگراں ہے اس کے بارے میں اس سے سوال ہوگا، آدمی اپنے گھر والوں کا نگراں ہے وہ اس بارے میں پوچھا جائے گا، عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگراں اور محافظ

ہے اس کے ماتحتوں کے بارے میں باز پرس ہوگا‘‘ (بخاری: ۸۹۳) گویا سماج و معاشرہ میں ہر فرد کسی نہ کسی ناحیہ سے ذمہ دار اور بہت سے حقوق کی ادائیگی کا مکلف کیا گیا ہے، اور دینی و دنیاوی کامیابی کے لئے اس سے مطالبہ ہے کہ اپنی ذمہ داری کو پہچانے اور اس فرض منصبی کو ادا کرے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی نیکی اور خیر کی طرف بلایا تو اس کے لئے اس نیکی پر عمل کرنے والے ہی کے مثل اجر و ثواب ہے، اور اس کے اجر و ثواب سے کچھ کمی بھی نہ ہوگی، اور جس شخص نے ضلالت و گمراہی کی طرف دعوت دی تو اس گناہ پر عمل کرنے والے ہی کے مثل اس پر گناہ ہے، اور اس کے گناہ سے کچھ کمی بھی نہ ہوگی۔ (صحیح مسلم: ۲۶۷۴)

سیرت رسول ﷺ میں جا بجا انفرادی دعوت کے نمونے ملتے ہیں، اللہ کے رسول پیارے حبیب ﷺ جب نبی و رسول بنائے گئے اور آپ نے اپنی دعوت کا آغاز کیا تو سب سے پہلے اپنے جگری دوست حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے، اور خبر دی کہ ابوبکر اللہ نے مجھے نبی و رسول بنایا ہے، اور ایمان لانے کی دعوت دی، چونکہ ابوبکرؓ آپ کی صاف ستھری زندگی سے واقف تھے، دوستانے کے ماحول نے اتنا قریب کر دیا تھا کہ جیسے آپ کو اسی دعوت کا انتظار تھا، فوراً آپ کی دعوت کو قبول کر لیا اور کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو گئے، نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: ,,ما دعوت احدا الی الاسلام الا کانت لہ کبوۃ غیر ابی بکر (جامع الاصول: لابن اثیر: ۸/۵۸۵) ’’جس کسی کو میں نے اسلام کی دعوت پیش کی تو اسے ضرور کچھ نہ کچھ جھجھک رہا سوائے ابوبکر صدیق کے،، اور ابن کثیر رحمہ اللہ کہ جب نبی کریم ﷺ اپنی بات کہہ کر فارغ ہوئے اور فوراً ابوبکر صدیقؓ ایمان لے آئے: ,,فانطلق عنہ رسول اللہ ﷺ وما بين الأخشبين أحد أكثر سرورا منه باسلام أبي بكر (البدایہ والنہایۃ: ۳/۲۹)

نبی کریم ﷺ ان کے پاس سے نکلے تو اتنے خوش تھے کہ مکہ کے اطراف کی دونوں پہاڑیوں کے درمیان کوئی اتنا خوش نہ ہوا ہوگا جتنا کہ آپ ابوبکر صدیق کے ایمان لانے سے خوش ہوئے،، ابوبکر صدیقؓ نے ایمان لانے کے بعد اپنا سب کچھ اللہ کے دین کے لئے وقف کر دیا، ہر وقت نبی کریم ﷺ کا دست راست بن کر کھڑے رہے، چونکہ آپ ایک تاجر تھے، آپ کے تعلقات بہت وسیع تھے، شرافت و نجابت اور غرباء پروری کے اعلی معیار پر فائز تھے، اس لئے اہل مکہ بھی آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے

تھے، معاشرے میں آپ کی ایک حیثیت اور پہچان تھی، قبول اسلام کے بعد آپ نے اپنے خاص دوستوں پر انفرادی حیثیت سے کام کرنا شروع کیا، حضرت عثمان بن عفان، عبد الرحمن بن عوف، طلحہ، زبیر، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم اجمعین، اور سابقین اولین کی ایک جماعت آپ کے ہاتھ پر مشرف با اسلام ہوئی، مکہ کی سرزمین پر آپ کی دعوت خفیہ انداز میں دھیرے دھیرے پروان چڑھنے لگی، انفرادی طور پر نبی کریم ﷺ ابوبکر صدیق، حضرت علی اور دوسرے صحابہ کرام اپنے زیر اثر لوگوں اور حلقوں میں دعوت کا کام کرنے لگے، لوگوں سے شخصی ملاقات کرتے اور انہیں دعوت دیتے، بالآخر سری دعوت کا یہ پہلا مرحلہ جو تقریباً تین سالوں پر مشتمل ہے، انفرادی کوششوں کے نتیجے میں تقریباً پچاس افراد اسلام میں داخل ہوئے، پھر جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ’’اے نبی! آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے،، (الشعراء: ۲۱۴) آپ ﷺ نے صفا پہاڑی پر چڑھ کا آواز لگائی اور لوگوں کے جمع ہونے کے بعد آپ نے لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرایا اور ایمان لانے کی دعوت دی، ہر ہر قبیلے کے پاس جا کر اسلام کی دعوت کو پہونچایا، موسم حج میں آپ کو معلوم ہو جاتا کہ کوئی قافلہ باہر سے آیا ہے آپ اس کے پاس پہونچ جاتے انہیں اسلام کی دعوت دیتے حتی کہ مکہ کے بازاروں میں اعلانیہ طور پر آپ لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے ہیں، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں صحیح سند کیساتھ نقل کیا ہے: ’’نبی کریم ﷺ ذو المجاز، عطاظ کی منڈیوں میں جہاں لوگ خرید و فروخت کر رہے ہوتے وہاں جا کر کہتے: ,,یا ایھا الناس قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا،، ’’اے لوگو! کہہ دو اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے کامیاب ہو جاؤ گے،، ابوجہل آپ پر دھول مٹی پھینکتا اور کہتا اے لوگو! اپنے دین کے بارے میں اس شخص کے دھوکے میں مت آنا، یہ چاہتا ہے کہ تم اپنے معبودوں کو چھوڑ دو، لات و عزی کو چھوڑ دو، نبی کریم ﷺ ابوجہل کی طرف توجہ نہیں کرتے،، (مسند احمد: اسنادہ صحیح: ۱۶۶۰۳)

سرداران قریش اور مشرکین مکہ نے ہر ممکن طریقے سے اسلام کی دعوت کو روکنے کی کوشش کی، اسلام کی آغوش میں آنے والوں کو بے پناہ تکلیفیں دی گئیں، ایسے حالات میں نبی کریم ﷺ دار ارقم میں چھپ کر اسلام قبول کرنے والوں کا تزکیہ و تربیت کرتے، شرک و بت پرستی کی غلاظت و گندگی سے ان کو صاف کرتے، آپ کی صحبت میں تربیت حاصل کرنے والے ایمان و یقین اور استقامت کا چٹان بن کر باطل

کے سامنے سینہ سپر ہو گئے، اور اللہ کے دین کی آبیاری کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا، اندازہ کیجئے کہ آج انسان مال و دولت کی خاطر اپنا ایمان بیچ دیتا ہے مگر دوسرا رخ یہ ہے کہ: صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے جب مدینہ ہجرت کرنے کا ارادہ کیا، کافروں کو معلوم ہوا، کہنے لگے اے صہیب! تم ہمارے پاس حقیر اور فقیر بن کر آئے تھے، تم نے مال و دولت یہیں سے کمایا ہے، اور تم مال و دولت لے کر یہاں سے جانا چاہتے ہو، اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہو سکتا، حضرت صہیب رضی الہ عنہ نے کہا: اگر میں اپنی دولت تمہیں دے دوں تو تم میرا راستہ چھوڑ دو گے، کہا: ہاں! پوری زندگی کا کمایا ہوا سرمایہ ایمان کی حفاظت کی خاطر لٹا دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہونچے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ,, ربح صہیب ، ربح صہیب (طبقات ابن سعد : ج۳ص: ۲۲۸) صہیب رضی اللہ عنہ نے فائدے کا سودا کر لیا، صہیب کامیاب ہو گیا، سیرت کا یہ پہلو اور مکی زندگی کے ابتدائی حالات اور دعوت کی کامیابی نازک سے نازک موڑ پر ایک مسلمان کو حوصلہ فراہم کرتی ہے، سخت و سست حالات میں بھی انفرادی دعوت منزل مقصود کو پا لیتی ہے، کسی بھی اسلامی معاشرہ کی دینی استحکام کے لئے انفرادی و شخصی کوششوں کی بنیادیں بڑی گہری ہوتی ہیں ،اور بڑا ہی مفید تر نتیجہ سامنے آتا ہے، سیرت میں مدنی دور کے ابتدائی حالات کو سامنے رکھ کر حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی دعوتی کوششیں اور اس کے ثمرات و برکات کو دیکھا جا سکتا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ پہونچے تو اسلام مدینہ کے ہر ہر گھر میں داخل ہو چکا تھا،

انفرادی دعوت کی خصوصیات:

※※ انفرادی دعوت بالکل سہل اور آسان ہوتی ہے، کوئی بھی کام کرتے ہوئے، کہیں بھی رہتے ہوئے، روزمرہ کی مشغولیتوں میں ہر شخص کہیں نہ کہیں اور کسی نہ کسی پیشے سے جڑا ہوتا ہے، انسان مدنی الطبع ہونے کی وجہ سے اپنی ضرورتوں کی تکمیل اور رہن سہن میں دوسروں سے تعلق قائم کرنے، ملنے جلنے اور اپنا دکھ سکھ بانٹنے میں ایک دوسرے کا شریک ہوتا ہے، دنیاوی زندگی کی ضرورتوں کے ساتھ ساتھ معمولی کوشش سے بآسانی دعوت واصلاح کا کام بھی انجام دے سکتا ہے،

※※ موجودہ دور میں ہر شخص بڑی ہی مصروف زندگی بسر کرتا ہے، مادیت نے اس حد تک متاثر کیا ہے کہ اس کے پاس اصل مقصد حیات کے تئیں سوچنے کی فرصت ہی نہیں ہے، وقت نکال کر کسی دینی مجلس میں شرکت اور وہاں سے دینی استفادہ اس کے لئے محال سا لگتا ہے، انفرادی دعوت کے ذریعہ ایسے لوگوں تک بھی پہونچا جا سکتا ہے،

※※ انفرادی دعوت میں مدعو سے تفصیلی گفتگو کا موقع میسر ہوتا ہے، اس کے حالات ،ذہنی وفکری پختگی ،شکوک وشبہات ، سے واقفیت حاصل کی جا سکتی ہے ، اس کے اعتراضات کا اطمینان بخش جواب بھی دیا جا سکتا ہے،

※※ انفرادی دعوت سے بہت جلد معاونین اور میدان دعوت میں کام کرنے والوں کی ایک جماعت تیار کی جا سکتی ہے، اور عموماً ہر نئی جگہ پر چند ہی افراد اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور آہستہ آہستہ اہل حق کا کارواں بنتا جاتا ہے،

※※ اجتماعی دعوت کا ایک وسیع میدان ہے، ایک بڑی تعداد اس سے مستفید ہوتی ہے ،مگر انفرادی دعوت بعض ایسی جگہوں پر بھی انجام دی جا سکتی ہے جہاں اجتماعی شکل محال تو نہیں البتہ مشکل ضرور ہوتی ہے،

※※ انفرادی دعوت میں مدعو کے حالات اور ذہنی کیفیات سے آگاہی حاصل ہوتی ہے ،اور بھرپور موقع ملتا ہے کہ کس طرح سے مدعو کے حالات و ظروف کے مطابق دعوت پیش کی جائے،

※※ اجتماعی دعوت میں داعی بعض امور میں دوسروں کے سہارے ہو جاتا ہے، مگر انفرادی دعوت کا پورا انحصار تنہا داعی پر ہوتا ہے جس کی وجہ سے داعی کے اندر احساس ذمہ داری پیدا ہوتی ہے،

※※ اجتماعی دعوت کے بالمقابل انفرادی دعوت میں وسائل و اسباب، اور اخراجات کا بوجھ کم ہوتا ہے، جس کے سبب بآسانی کہیں بھی شخصی طور پر دعوت کا کام کیا جا سکتا ہے،

※※ انفرادی دعوت میں داعی بہت حد تک آزاد ہوتا ہے کسی طرح کی کوئی خاص پابندی نہیں ہوتی، مسجد و مدرسہ میں ہو یا ہوٹلوں، چوراہوں اور پارکوں میں ہو، خرید و فروخت کر رہا ہو یا سفر و حضر میں ہو، غرض یہ کہ کہیں پر بھی ہو، انفرادی سطح پر ان تمام جگہوں پر دعوت کا کام بآسانی انجام دیا جا سکتا ہے،

※※ انفرادی دعوت میں مستور الحال ہونے کی وجہ سے شہرت طلبی اور دکھاوا کے امکانات کم ہوتے ہیں، الا یہ کہ انسان کا مقصد ہی تشہیر ہو،

اللہ تعالیٰ ہمیں دعوت و تبلیغ میں انفرادی دعوت کی اہمیت کو سمجھ کر اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما (آمین)

Smile Print, Chembur 9819889864

24

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمعہ کا پیغام

موجودہ حالات میں انفرادی دعوت کی اہمیت

ترتیب:

محمد ارشد سکراوی

ناشر:

البر فاؤنڈیشن

۸۲/۸۱، کوٹ والا ہاوس، ڈاکٹر ماسکرانہاس روڈ،

سیتا پھل واڑی، مجگاؤں، ممبئی ۴۰۰۰۱۰۔

موبائل: Cell : 09769403571 / 09987021229

ای میل: albirr.foundation@gmail.com ویب سائٹ: www.albirr.in